جناب محمد حمزہ

نیٹو کا افغانستان میں اعتراف شکست

ہر گزرتے دن کے ساتھ افغانستان میں طالبان کے حملوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ افغان طالبان کی کامیاب کارروائیوں، عسکری چالوں اور منظم حکمت عملی نے امریکا اور اس کے اتحادیوں کا پتہ پانی کر دیا ہے۔ بادی النظر میں امریکی حکام افغان جنگ میں اپنی فتح کا اعلان کرتے نظر آتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ اب دشمن کی زبان خود بھی اعتراف شکست پر مجبور ہو گئی ہے۔ تازہ رپورٹ کے مطابق نیٹو نے کہا ہے کہ افغانستان میں گزشتہ 3 ماہ کے عرصے میں طالبان کے حملوں میں رواں سال کے پہلے 3 ماہ کے مقابلے میں 10 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ نیٹو ترجمان بریگیڈیئر جنرل گیمٹر کاٹز کا کہنا ہے کہ جہاں تک دشمن کے حملوں کا تعلق ہے تو میں یہ تصدیق کر سکتا ہوں کہ گزشتہ بارہ ہفتوں کے دوران اس میں تقریباً 10 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ترجمان نے مزید کہا کہ اگر رواں سال کے پہلے تین ماہ کا گزشتہ تین ماہ اور 2011ء سے موزانہ کیا جائے تو اعداد و شمار تقریباً ایک ایک ہی ہیں۔

علاوہ ازیں نیٹو افواج کی جانب سے یہ اعتراف بھی منظر عام پر آ چکا ہے کہ طالبان افغانستان کے بیشتر علاقوں کا کنٹرول حاصل کر چکے ہیں۔ نیٹو کے ایک اعلیٰ افسر نے بتایا ہے کہ افغانستان کے 34 میں سے 33 صوبوں میں طالبان کا اثر و رسوخ بڑھ رہا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ اتحادی فوجیوں کے پاس صرف ایک برس کا عرصہ ہے اس میں انہیں ہر صورت یہ جنگ جیتنی ہے کیونکہ ناکامی کی صورت میں طالبان افغانستان میں دوبارہ اقتدار پر قبضہ کر سکتے ہیں۔ نیٹو افسر نے اعتراف کیا کہ طالبان کو اسلحہ اور دیگر سامان فراہم کرنے والے بھی پوری طرح سرگرم ہیں اور ابھی تک ان پر قابو نہیں پایا جا سکا ہے۔

واضح رہے کہ شکاگو میں نیٹو کی 2 روزہ سربراہ کانفرنس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری کیا گیا تھا، وہ افغانستان میں گزشتہ دس برس سے جاری جنگ میں امریکا اور اس کے 27 اتحادیوں کی مکمل شکست کا کھلم کھلا اعتراف تھا۔ لیکن اس شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے اسے 2014ء کے اختتام تک افغانستان میں طالبان سے نبرد آزما امریکا اور نیٹو کی ایک لاکھ 30 ہزار فوج کے بتدریج انخلاء کا نام دیا گیا۔ اس کے ساتھ امریکا نے افغان فوج کی تربیت کے بہانے کم از کم اگلے 10 برس تک اپنی فوجیں افغانستان میں رکھنے کا اعلان کیا تھا۔

تجزیہ کاروں کا کہنا ہے کہ امریکا کی یہ جنگ نہ صرف اس اعتبار سے منفرد جنگ ہے کہ یہ امریکا کی طویل ترین جنگ ہے اور امریکا اور اس کے اتحادیوں نے پچھلے دس برس میں افغانستان کی جنگ کے اتنی بار مقاصد بدلے ہیں

کہ تاریخ میں کسی اور جنگ میں اتنی تیزی سے مقاصد نہیں بدلے گئے۔ 2001ء میں جب امریکا اور اس کے اتحادیوں نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو اس وقت یہ کہا گیا تھا کہ اس جنگ کا مقصد اسامہ بن لادن کو پکڑنا اور القاعدہ کا قلع قمع کرنا ہے۔ اس مقصد میں ناکامی کے بعد یہ موقف اختیار کیا گیا کہ اس جنگ کا مقصد طالبان کو ختم کر کے افغانستان میں سیاسی استحکام پیدا کرنا اور جمہوریت قائم کرنا ہے۔ اپنے کٹھ پتلی حامد کرزئی کو صدارت پر فائز کرنے اور پارلیمنٹ کے انتخابات کے بعد بھی جب طالبان کی مزاحمت کو توڑنا مشکل ہو گیا اور عملی طور پر طالبان نے ملک کے ایک بڑے حصہ پر اپنا اثر جما کر امریکا اور اس کے اتحادیوں کی فوج کے خلاف منظم حملے شروع کیے تو امریکا اور اس کے اتحادی برطانیہ نے افغانستان کی جنگ کا نیا جواز پیش کیا اور کہا کہ افغانستان میں یہ جنگ امریکا اور برطانیہ کی سلامتی کے لیے لڑی جا رہی ہے کیونکہ واشنگٹن اور لندن کو طالبان کے حملوں کا خطرہ ہے۔ 2010ء میں لندن کی کانفرنس کے بعد سے یہ کہا جا رہا ہے کہ امریکا اور نیٹو کی فوجیں جلد از جلد افغان فوجوں کو تربیت دینے کا کام مکمل کرنا چاہتی ہیں تا کہ انہیں سیکورٹی کی ذمہ داریاں سونپ کر وطن واپس جا سکیں۔ پھر جب یہ دیکھا کہ طالبان کا کنٹرول افغانستان کے بیشتر علاقوں میں پھیل گیا ہے اور انہیں فوجی قوت کے بل پر شکست دینا محال ہے تو طالبان کی قیادت کے ساتھ امن مذاکرات شروع کرنے کا اعلان کیا گیا۔ طالبان نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا اور صاف صاف کہا کہ وہ اپنے وطن کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں اور ملک پر قابضین کے ساتھ مذاکرات نہیں ہو سکتے۔

افغانستان کی جنگ میں شکست کے اعتراف اور وہاں سے جلد از جلد واپسی کی سب سے بڑی وجہ دراصل سنگین مالی بحران ہے جس سے اس وقت امریکا اور یورپ کے ملکوں کو سامنا ہے۔ بلاشبہ امریکا افغانستان کی جنگ میں دس ارب ڈالر ماہانہ کا خرچ برداشت نہیں کر سکتا اور یورپ کے ممالک جہاں یورو کرنسی کے بحران نے ان کی معیشت کی کمر توڑ دی ہے وہ اب امریکا کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ دوسری بڑی وجہ سیاسی ہے۔ امریکا اور یورپ میں اس بے سود جنگ کے خلاف عوام کی مخالفت تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اب اپنے بیٹوں کے کفن اٹھاتے اٹھاتے ان کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ افغانستان کی جنگ میں اب تک 2854 اتحادی فوجی ہلاک ہوئے ہیں جن میں امریکی فوجیوں کی تعداد 1827 ہے اور برطانیہ کے کل 414 فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ صدر اوباما کو اس سال نومبر میں صدارتی انتخاب کا سامنا ہے جس میں وہ افغانستان کی جنگ کے خاتمہ کا سہرا اپنے سر باندھنا چاہتے ہیں۔ برطانیہ میں بھی عام انتخابات 2015ء میں ہوں گے۔ وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون نے اسی لیے 2014ء تک برطانوی فوجیں افغانستان سے واپس بلانے کا عہد کیا ہے۔ فرانس کے نئے صدر اولاند نے تو اسی سال کے اختتام تک اپنی فوجیں واپس بلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ اس صورت میں امریکا میں اکیلے یہ جنگ جاری رکھنے کا یارا نہیں ہے۔

مبصرین کا کہنا ہے کہ افغانستان کی جنگ میں شکست نہ صرف امریکا کے لیے سخت خفت کا باعث ہے بلکہ

تاریخ میں یہ یورپ کے باہر نیٹو کی پہلی جنگ میں شکست رقم کی جائے گی۔ سویت یونین کی مسماری اور سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد نیٹو کی افادیت یکسر ختم ہوگئی ہے۔ روس سے یورپ کی سلامتی کو خطرہ نہیں رہا ہے اور پرانے سویت یونین کے زیر اثر مشرقی یورپ کے تمام کے تمام ملک یورپی یونین میں شامل ہو چکے ہیں۔ لیکن امریکا اور یورپ میں اسلحہ کی صنعت نے اپنے مفادات کے فروغ اور سیاسی توسیع پسندی کی خاطر نیٹو کو زندہ رکھا ہے تاکہ دنیا پر امریکا کا فوجی تسلط مضبوط بنایا جاسکے۔ افغانستان کی جنگ نیٹو کی اپنے علاقہ سے باہر پہلی جنگ ہے۔ اس کے بعد لیبیا میں قذافی کی حکمرانی کے خاتمہ کے لیے نیٹو نے اپنے فوجی بازو آزمائے تھے۔

یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دس سال قبل امریکا کی افغانستان میں مداخلت کا کوئی جواز نہیں تھا۔ دیکھا جائے تو ایک طرف طاقت وقوت اور مادی وسائل کی برتری کا وہ متکبرانہ نعرہ تھا، جس کے آگے ظاہربین نگاہیں چندھیا جاتی تھیں۔ دوسری طرف بے سروسامانی، اسباب وذرائع کی فقدانی اور بے بسی کی وہ کیفیت تھی، جس کی بنا پر کسی جنگ کا جیتنا بظاہر محال وناممکن دکھائی دیتا تھا۔ مگر طالبان کے پاس اپنے مشن کی سچائی، ایمان کی حرارت اور عقیدے کی وہ پختگی تھی جس سے فریق مخالف محروم تھا اور ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج افغان سرزمین پر حق وباطل کی معرکہ آرائی میں اہل حق غالب ہیں اور طاغوت کے پجاری ہزیمت ورسوائی کا سامنا کر رہے ہیں۔ اگر اب بھی امریکا اور اس کے صلیبی اتحادی اس حقیقت کو نہیں سمجھتے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ افغانستان ان کے لیے ایک مرتبہ پھر قبرستان ثابت ہوگا۔ نیٹو، جو پچاس کے لگ بھگ امریکی اتحادی ممالک کے مجموعہ کا نام ہے، کو چاہیے امریکی جال میں پھنسنے کی بجائے فی الفور افغانستان سے اپنا بوریا بستر اگول کرلے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سابق سوویت یونین کی طرح امریکا اور اس کے شریک کار ممالک بھی ماضی کی بھولی بسری یاد بن کر رہ جائیں۔

خوشخبری

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب الترنادی پشاوری، ترناب چارسدہ، صوبہ خیبر پختونخواہ، پاکستان (فاضل دیوبند) وسابق شیخ الحدیث جامعہ رحمانیہ روڑکی سہارنپور انڈیا وجامعہ اسلامیہ ڈابھیل انڈیا، وجامعہ نعمانیہ اُتمانزئی چارسدہ، جامعہ اسلامیہ چارسدہ، جامعہ تعلیم القرآن راولپنڈی، جامعہ عربیہ ٹل، جامعہ تعلیم القرآن کوہاٹ، دارالقراء نمکمنڈی پشاور وغیرہ مدارس کے سوانح حیات عنقریب شائع کرنے کا ارادہ ہے، جو حضرات علماء کرام اُن سے شرف تلمذ یا عقیدت رکھتے ہیں، اور حضرت رحمہ اللہ کے متعلق یاداشتیں، مکتوبات اور کتب حدیث وغیرہ کی تقاریر پاس رکھتے ہوں، براہ کرم اُن سے عقیدت کا حق ادا کرتے ہوئے مندرجہ ذیل پتہ پر ہمیں ارسال فرمائیں یا ہمیں اطلاع دے دیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔ شکیل احمد حقانی (نواسہ شیخ الحدیث رحمہ اللہ)

حالاً خطیب جامع مسجد سول بازار، رسالپور، ضلع نوشہرہ، صوبہ خیبر پختونخواہ، پاکستان

موبائل نمبرز: 03219760628-03149161288